JOURNAL OF ACADEMIC RESEARCH FOR HUMANITIES
ISSN 2663-192x

Journal of Academic Research for Humanities (JARH) 1–10 Vol. 6, No. 2 (2021)

مکی دور نبوی ﷺ میں دعوت و تبلیغ کی حکمت عملی: ایک اجمالی جائزہ

Strategies of Da'wah and Propagation in the Prophet's Makki Era: An Appraisal

Published online: 30-12-2020

Shakil Ahmed
PhD research scholar
Allama Iqbal Open University
Islamabad
(Pakistan)
Shakilahmed256.sa@gmail.com
ORCID:

Saad Jaffar
Lecturer
Abbottabad University of Science and Technology, Abbottabad
(Pakistan)
Saadjaffar@aust.edu.pk
ORCID: https://orcid.org/0000-0003-3438-9360

CORRESPONDING AUTHOR
Saad Jaffar
Lecturer
Abbottabad University of Science and Technology, Abbottabad
(Pakistan)
Saadjaffar@aust.edu.pk
ORCID: https://orcid.org/0000-0003-3438-9360

ABSTRACT

Adabal-Seerah has a prominent place in Islamic sciences, as it is acknowledged to be a sacred knowledge directly related to the life of Holy Prophet Muhammad (PBUH). Researchers providing their honest services have contributed a lot to explore his teachings with full of dedication, but none of them ever claimed that their effort have covered all the pearls of wisdom of Holy Prophet's (PBUH) knowledge. One of these aspects for the creation of untouched aspects under the title of Fiqh-ul-Seerah is the Da'wah strategy of the Holy Prophet (PBUH). This article elaborates the Holy Prophet's (PBUH) strategy adopted for the propagation of the Islam during the Makki era. The basic elements of his missionary strategies such as the way of argumentations, parlance and dialects are made the subject of discussion. It highlights the diverse and distinct communication strategies to make the massage of Islam intelligible to the common people even, which include: common values, courtesy, non-violence, intellectual stature of the audience, evolutionary process, the psychological intelligibility of addressee, sense of responsibility and proportionality, capacity to perform missionary activity, intimacy with newly converts, concealment of the faith, migration, and strong assertion of faith. The methodology deployed in construing this discourse is descriptive-cum-analytical.

Key words: *Fiqh-ul-Seerah, Da'wah strategy, Makki era, Mission, Islam, Mannerism, Parlance, Migration, Non-violence, Conversion.*

تعارف:

رسول اکرم ﷺ کی عظمت اور رفعت کی اس بڑھ کر اور کیا دلیل ہو گی کے خود خالق کائنات نے آپ کی تعریف و توصیف فرمائی "ورفعنا لک ذکرک" کی سند عطا فرمائی۔ خود مالک رنگ و بو آپ پر درود سلام بھیج کر آپ کی جلالت شان کو بیان کرتا ہے۔ اور "فاتبعونی" کہہ کر آپ کی متبوعیت کو واجب کر دیا "یحببکم اللہ" کہہ کر آپ کو محبوبیت کا سرٹیفیکیٹ عطا فرما دیا۔ "وانا لہ لحٰفظون" کہہ کر آپ کی تعلیمات کو محفوظیت کا درجہ عنایت فرمایا۔ آپ کی معجزہ نما زندگی کے اقوال و افعال کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آویزہ گوش بنایا۔ اور اپنے طرز حیات کے لیے نمونہ بنایا آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا ہر گوشہ انسانیت کے لیے حکمت و موعظت کا دلآویز گلدستہ ہے جس پر عمل پیرا ہو کر نوع انسانی اپنی دنیا اور عقبیٰ سنوار سکتے ہیں۔ دعوت و تبلیغ آپ ﷺ کے فرائض منصبی میں سے ہے اور اس دعوت و تبلیغ کی خاطر آپ نے انتہائی مصائب و آلام سہے، اور بالخصوص اپنوں اور وہ بھی اور اپنے پیارے وطن مکہ مکرمہ میں شدائد برداشت کئے۔ اور اپنوں کے مظالم کی شدت کو جاہلی شاعر طرفۃ بن العبد بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔ "وظلم ذوی القربیٰ اشد مفاضۃ علی المرءمن وقع الحسام المھند" جس قدر اپنوں اور غیروں کی سازشیں اور شورشیں سنگین ہوتی جاتی ہیں اسی قدر حکمت اور تدبر کی گتھیاں سلجھتی چلی جاتی ہیں۔ مقالہ ہذا میں نبوی مکی زندگی کی دعوتی حکمت عملی کو زیر بحث لایا گیا۔

سوالات تحقیق:

1۔ مکی دور نبوی ﷺ کے کٹھن حالات میں دعوت و تبلیغ کی جامع حکمت عملی ترتیب دینے کے ساتھ حکمت و سیاست کے کن گوشوں کو واشگاف کرتی ہے؟

2۔ اس دور کی پیچیدہ اور زوال پذیر سیاسی، معاشرتی اور اخلاقی صورت حال میں دعوت و تبلیغ کی مجموعی حکمت عملی کیا تھی؟

3۔ مکی دور نبوی ﷺ کی دعوتی حکمت عملی کیے ممتاز پہلو کیا تھے کہ جن سے دعوت و تبلیغ و تدریس وابلاغ میں استفادہ کیا جاسکتا ہے؟

4۔ اور اس حکمت عملی سے کیا سیاسی مذہبی اخلاقی اور معاشرتی نتائج حاصل ہوئے کے جنھوں نے ناصرف مدنی دور میں مسلمانوں کی رہنمائی کی اور اہل کفار کو اسلام کا پیغام سمجھنا سہل کیا بلکہ خلفاء کے دور میں بھی دعوت وابلاغ کے زریں اصول بنے؟

حکمت عملی کا معنی:

"تدبیر، ہوشیاری، دور اندیشی، پالیسی، ملکی مصلحت" (فیروز الدین، فیروز اللغات، 2010، ص:۵۵۷) "حکمت عملی کو تدبیر (موقع کے مطابق) مصلحت (حالات کے تقاضے کے مطابق) پالیسی، ملکی تدبیر۔ (اردو لغت، 1985، ج8، ص۳۳۲) وہ علم جس میں معاد و معاش کے انتظام کا احوال بوجہ کامل مذکور ہو" (نیر، نور اللغات، 1917، ج۲، ص، 1227) حکمت عملی کا عربی لغت میں "سیاسۃ" سے ترجمہ کیا جاتا ہے اور تدبیر سے بھی۔ (اعظمی، القاموس الجیب، س،ن، ص۳۰۶) لیکن ٹھیٹھ، مستعمل اور متداول سیاسۃ ہی ہے۔

سیاسۃ کی لغوی تحقیق:

" والسیاسه: القیام علی الشیئ بما یصلحه، والسیاسه فعل السائس: وھو من یقوم علی الدو آب و یروضھاورجل ساس من قوم ساسه وسواس أنشد ثعلب: ساده تاره لکل جمیع ساس للرجال یوم القتال, سست الدعیه سیاسه وسوس فلان امربنی فلان ای کلف سیاستھم،وسوس الرجل أمور االناس علیٰ مالم یسم فاعله اذا ملک امرھم ویروی قول الحطیئه ,لقدسوست أمربنیک حتی ,ترکتھم ادق من الطحین" (زبیدی، تاج العروس، 1205ھ، ج8، ص،۳۲۲) "سیاست کسی چیز کی اصلاح کے لئے کمربستہ ہو جانے کو کہتے ہیں اور سائس اس شخص کو کہتے ہیں جو جانوروں کی دیکھ بھال کرتا اور انہیں سدھارتا ہے۔ اور ساس وہ آدمی ہے جو سرداروں اور قائدین کی قوم میں سے ہو ثعلب شاعر نے یہ شعر کہا: وہ سردار رہنما ہیں ہر ایک کے اور جنگ کے وقت مردان کارزار کے لیڈر ہیں۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی سے تعریف منقول ہے: "استصلاح الخلق و ارشادھم الی الطریق المستقیم المنجی فی الدنیا ولاخرہ" (گوہر الرحمن، اسلامی سیاست، س، ن ص، ۱۷) "سیاست مخلوق کی اصلاح کرنا اور ان کی رہنمائی کرنا ہے سیدھے راستے کی طرف، جو راستہ دنیا و آخرت میں نجات دلانے والا ہو" "سیاست کا اساسی معنی تدبیر کرنا، سدھارنا، سنوارنا، رہنمائی کرنا، قیادت کرنا اور اصلاح کرنا ہے۔ یعنی سیاست کا معنی مکر و فریب اور لڑانا نہیں بلکہ اس حکمت عملی کا نام سیاست ہے جو اخوت و محبت اور اتحاد و اتفاق پیدا کرتی ہو" (اسلامی سیاست ص، ۱۷)

حدیث مبارکہ میں "سیاسۃ" کا استعمال:

"قال ابوحازم قاعدت ابا ھریرہ رضی اللہ عنه خمس سنین سمعته یحدث عن النبیﷺقال : كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هلَکَ نَبِيٌّ خَلَفَه نَبِيٌّ وَانَّه لاَ نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ، قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ: فُوْا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، أَعْطُوْهمْ حَقَّهمْ، فَاِنَّ اللہ سَائِلُهمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهمْ" (بخاری، الجامع الصحیح، 1961، ج2، ص491 حدیث: ۳۴۵۵)

"حضرت ابو حازم سلمان نے فرمایا: میں پانچ سال حضرت ابوہریرۃ کی صحبت میں رہا میں نے ان سے سنا آپ ﷺ سے روایت کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ بنی اسرائیل کی قیادت اور راہنمائی انبیاء کرامؑ فرماتے تھے۔ جب ایک نبی فوت ہو جاتے تو دوسرے نبی ان کے بعد جانشین ہوتے اب یقینا میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور خلفاء ہوں گے اور بکثرت ہوں گے سوال ہوا کہ آپ ﷺ ہمیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں ارشاد ہوا پہلے خلیفہ کی بیعت پوری کرو، خلفاء کا حق ادا کرو یقینا اللہ تعالیٰ ان سے رعایت کے بارے میں پوچھنے والا ہے جس کا ان کو نگہبان بنایا"

انگلش میں حکمت عملی کے لئے Strategy کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

" Strategy, in warfare, the science are arts of employing all the military, economic, political and other resources of the nation to achieve the objects and economic mobilization for warfare. In 18th century and early 19th centuries, however, when the term first became current, strategy denoted the art of projecting and Directing campaigns and the movement and dispositions of military forces in war"(انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا، 2010، ج ۱۱، ص ۳۰۵)

"Strategy: The Art of planning in Advance the movements of army or forces in war"(Longman Dictionary of contemporary English, P:269)

حاصل:

اردو عربی اور انگلش عبارات کو سامنے رکھ کر حکمت عملی کا مفہوم سامنے آتا ہے کہ: زمان ومکان، افرادو اشخاص اور احوال وظروف کے مطابق حکیمانہ، مدبرانہ اور مصلحت آمیز رویے، عمل یا فعل کو اختیار کرنے کا نام ہی حکمت عملی ہے۔خواہ یہ رویہ دعوت و تبلیغ کے میدان میں استعمال کیا جائے۔زندگی کے عام احوال میں اپنایا جائے اور خواہ جنگ وجدل اور میدان کارزار میں برتا جائے۔یہ حکمت عملی ہے۔اسی کا نام سیاستہ ہے اور اسی کا نام اسٹریٹجی ہے۔

نبوی ﷺ حکمت عملی کی قرآنی اساسات:

انبیاء کرامؑ کے معلم چونکہ بذات خود اللہ تعالی ہوتے ہیں اس لئے انبیا کرام کے مزاج ومذاق پر ذات قدسی کی ربانی تعلیمات کی چھب چھاپ نمایاں ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے آنحضرت ﷺ کے اخلاق کریمانہ کے بارہ میں استفسار ہوا تو صدیقہ کائنات اس طرح گویا ہوئیں۔"ان خلق رسول اللہ ﷺ کان القرآن" (ابو داؤد، سنن ابی داؤد، 1962 ج 1، ص 225) رسول اللہ ﷺ کا قرآن کریم ہی اخلاق تھا۔

اس طرح ایک حدیث میں ارشاد ہوا:" علمنی ربی فاحسن تادیبی" (منصور پوری، رحمۃ للعلمین، 2007، ج1، ص 225) میرے رب نے مجھے تعلیم دی پھر میرے ادب کو عمدہ بنایا

مفسرانہ و ادبیانہ تفسیر کے لیے مذکورہ آیت کے تحت دیکھئے تفسیر عثمانی" البتہ صاحب روح المعانی علامہ آلوسی نے فرمایا:

حکمت اور موعظہ حسنہ تو اصول دعوت ہیں لیکن مجادلہ بالاحسن اصول دعوت میں سے نہیں، اگرچہ دعوت و تبلیغ میں اس کی ضرورت پیش آجاتی ہے وگرنہ ترتیب اس طرح ہوتی۔ "ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنةوجادلهم بالتی هی احسن " (آلوسی، روح المعانی ج، ۱۴ ص، ۶۶۱)

نبوی حکمت عملی کے قرآنی اصول پنجگانہ:

"پیغام الہی سچائی کا بہت بڑا چشمہ ہے جو آہستہ آہستہ قدرتی رفتار سے اپنی قریب کی زمین کو پھر آگے کو پھر اس سے آگے کو سیراب کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کے زمین کے کناروں تک پہنچ جاتا ہے آنحضرت ﷺ کو تبلیغ کا حکم اسی تدریج کے ساتھ ہوا" (شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، ج4، ص207) سب سے پہلے اپنے خاندان اور اعزاء اور اقرباء کو انذار و تبلیغ کا حکم ہوا:"وانذر عشیرتک الاقربین" (القرآن 214:26) "اے پیغمبر اپنے رشتہ داروں کو ڈراؤ"

"جب یہ آیت نازل ہوئی آنحضرت ﷺ کوہ صفا پر چڑھے اور قریش کے قبیلوں کو پکارنے لگے مثلا بنی فہر وبنی عدی، یہاں تک کے وہ مجتمع ہوگئے خود نہ پہنچ سکنے والوں نے اپنا آدمی بھیجا آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں تم کو بتاؤں کہ وادی وگھاٹی کی اس طرف ایک لشکر تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو کیا تم میری تصدیق کروگے وہ بولے ہمیں آپ کے بارہ میں غلط بیانی کا کوئی تجربہ نہیں آپ ﷺ نے فرمایا! میں تم کو پیش آمدہ عذاب سے ڈرانے والا ہوں اس پر ابو لہب نے کہا! تیری ہلاکت اس کے لیے ہمیں جمع کیا تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں" (عثمانی، تفسیر عثمانی،، ص:۳۶۶)

"تبت یدا ابی لهب وتب۔ ماأغنی عنه ماله وما كسب" (القرآن 111:1-2) اب تبلیغ کا یہ دائرہ مزید وسیع ہو کر مکہ اور حوالی مکہ تک جا پہنچتا ہے: "لتنذر ام القری ومن حولها" (القرآن 7:42) "تاکہ آپ ﷺ اہل مکہ اور مکہ کے ارد گرد کے لوگوں کو ہوشیار کریں آنحضرت ﷺ نے اس آیت کی بنا پر مکہ میں رہ کر مکہ اور اسکے آس پاس کے لوگوں کو بیدار اور ہوشیار کیا، حج کے موسم میں عرب کے ایک ایک قبیلہ کے پاس جاکر حق کا پیغام پہنچایا اور اسی زمانہ میں یمن اور حبشہ تک آپ ﷺ کی آواز پہنچ گئی اور لوگ تلاش حق کے لیے آپ کے پاس آئے" (شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، 2000، ج4، ص208)

"اسی حکم کے تحت آپ ﷺ طائف کا سفر اختیار کرتے ہیں اور منکرین واعداء کی ایذاء رسانی کا سامنا کرتے ہیں" (علوی، ڈاکٹر خالد، رسول کریم ﷺ کا منہاج دعوت، 2005، ص54) عرب میں عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز کے میلے بہت مشہور تھے اور دور سے لوگ وہاں آیا کرتے تھے نبی ﷺ ان مقامات پر جاتے اور میلے میں آئے ہوئے لوگوں کو اسلام اور توحید کی دعوت فرمایا کرتے تھے" "اب تبلیغ کا دائرہ اس سے بھی آگے بڑھتا ہے ہر زندہ ذی روح یعنی سمجھ بوجھ، احساس وعقل وغیرہ حقیقی زندگی کی علامتیں جس میں موجود ہوں اس کی مخاطب ہوتی ہے" "ان هو الاذكر وقرآن مبين لينذر من كان حيا"

"یہ قرآن تو ایک نصیحت ہے اور صاف صاف خدا کا کلام ہے تاکہ وہ اس کو ہوشیار کرے جو زندہ ہیں"

سیرت ابن ہشام میں ہے۔ "آپ ﷺ فرماتے تھے اے فلاں قبیلہ کے لوگو میں تمھاری طرف اللہ تعالیٰ فرستادہ ہوں جو تمھیں حکم کرتا ہے کے تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے

انحصار بلکہ وجود و بقا کا دارومدار ہے، اس لئے اس امت کے اپنے وجود و بقا کی ضمانت کے لئے بھی کوئی لائحہ عمل دعوت الی اللہ کے سوا موجود نہیں"(اسرار احمد، دعوت الی اللہ کی ضرورت واہمیت، س،ن، ص٦)

بقول اقبال

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے

کہیں ممکن ہے کہ ساقی نہ رہے جام رہے۔

اس دعوت و تبلیغ کا بڑا، اہم اور موثر ذریعہ زبان ہے، آیئے ملاحظہ کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اس ذریعہ تبلیغ کے وقت کس حکمت عملی، تدبر و سیاست، فہم و فراست اور تعقل و منطق سے کام لیا۔

1۔قدر مشترک کی دعوت:

ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مخاطب سے لڑائی لڑنے یا براہ راست چوٹ کرنے کے بجائے ،اس بات کی کوشش فرمائی کہ جن اصول و قواعد پر اشتراک و اتحاد ہے اس کے مشترکہ پہلوؤں کو استدلال کے ذریعہ واضح کر دیا جائے تاکہ مخاطب داعی حق کی بات سننے کی طرف راغب ہو اس میں ضد اور ہٹ دھرمی کا مادہ کم سے کم پیدا ہو اور پھر اس کے سامنے ان نتائج کو رکھا جائے جو اس کے اقرار کردہ اصولوں سے لازمی طور پر نکلتے ہیں تاکہ وہ ان کو اپنی بات سمجھ کر قبول کرنے کی طرف مائل ہو قرآن کریم میں اس طرح ارشاد ہوا:

"قل یأ اھل الکتب تعالو الی کلمه سواء بیننا و بینکم"(القرآن،64:3)

"اے اہل کتاب! اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے" "بہر صورت رسول اللہ ﷺ نے اپنے اور مخاطب کے درمیان قدر مشترک تلاش کیا اور اس کو بناء بحث واستدلال بنایا"(اصلاحی، دعوت دین اور اس کا طریق کار، ص:۱۴۷)

2۔ضیافت کی حکمت:

رسول اللہ ﷺ کو حکم ملا کہ: "و انذر عشیرتك الأقربین"(القرآن 214:26)

"اے پیغمبر اپنے رشتہ داروں کو ڈراؤ"

"چنانچہ آپ ﷺ نے اس خدائی حکم کی تعمیل میں تبلیغ کا ایک اور طریقہ اختیار کیا کہ آپ ﷺ نے اقرباء کی ضیافت کا اہتمام کیا تمام رشتہ دار ایک وقت میں نہیں آئے بلکہ مختلف اوقات میں الگ الگ آے اور کھانا کھا کر چلے گئے اور تبلیغ کا موقع ہی نہ ملا پھر دوبارہ ضیافت کی اور کھانے کے درمیان فرماتے جاتے! کھانے کے بعد تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں، ٹھہرنا، انتظار کرنا، کھانے کے بعد آپ ﷺ نے بتایا کہ بت پرستی کیوں بری ہے، توحید کیوں ضروری ہے، آخرت اور آخرت میں حساب و کتاب وغیرہ چند بنیادی باتیں لوگوں کو بتائیں"(حمید اللہ، ڈاکٹر حمید اللہ کی بہترین تحریریں، س،ن، ص ۲۳۱)

دعوت کے لئے آپ ﷺ نے ضیافت کی حکمت عملی اختیار فرمائی، کیونکہ عربی کا مشہور مقولہ ہے: "الاحسان یستعبد الإنسان "(تمیمی، غرر الحکم ودرر الکلم، ج1، ص385)

"احسان انسان کو غلام بنالیتا ہے"

ساتھ کسی بھی شریک نہ ٹھہراؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن شریکوں کی عبادت کرتے ہو ان سے بالکل الگ ہو جاؤ اور تم مجھ پر ایمان لاؤ او میری تصدیق کرو اور میری حفاظت کرو یہاں تک کے میں واضح طور پر بیان کر دوں وہ پیغام جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا"(ابن ہشام، محمد عبد الملک، السیرۃ النبویہ، 2006، ج1، ص282)

دعوت و تبلیغ میں نبوی ﷺ حکمت عملی:

"آنحضرت ﷺ کے مزاج و مزاق پر تعلیمات ربانی کی ہی چھاپ تھی اور دعوت و تبلیغ کے کام میں بھی جابجا اس کا اثر نمایاں ہے دعوت و تبلیغ کا حکم جس قدر تاکید کے ساتھ قرآن کریم میں ہے اسی قدر تاکید ہمیں آنحضرت ﷺ کے عمل سے ملتی ہے "اسلام اور قرآن کریم کی روسے دعوت و تبلیغ کی اہمیت اور تاکید کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ دعوت کا لفظ قرآن کریم میں دوسو (۲۰۰) سے زائد مرتبہ استعمال ہوا ہے اور تبلیغ کا لفظ ستر (۷۰) مرتبہ سے زیادہ آیا ہے"(محمد طیب، اسلام میں دعوت و تبلیغ کے اصول و قواعد، 2002، ص۴)

دعوت و تبلیغ کی بحیثیت مجموعی حکمت عملی:

"رسول اللہ ﷺ یہ چاہتے تھے تبلیغ کا ایک طریقہ نہ ہو بلکہ ہر طریقہ ممکن کوشش کرکے دیکھ لی جائے"(محمد حمید اللہ، رسول اللہ کی جانشینی اور حکمرانی، 2006، ص88) سرور کائنات کا اصلی کام تمام عالم میں دعوت اسلام کا اعلان کرنا تھا اور نہ صرف اعلان بلکہ ہر قسم کے جائز و صحیح "وسائل سے تمام عالم کو حلقہ اسلام میں لانا تھا۔(شبلی، سیرۃ النبی، 2000، ج2، ص17) اور حکمت ایک جامع اصطلاح ہے اور اس کے تحت وہ تمام طرز ہائے عمل آجاتے ہیں جو مخاطب کو قبول حق پر آمادہ کرے مثلاً موقع عمل کا لحاظ، مخاطب کی نفسیات ، عقلی استدلال وغیرہ"(علوی، ڈاکٹر خالد، رسول اللہ کا منہاج دعوت، 2005، ص14)

رسول اکرم ﷺ کی دعوت و تبلیغ کی حکمت عملی کو ان بڑے عنوانات اور ان کے ذیلی عنوانات کے تحت مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

ا۔زبانی دعوت و تبلیغ اور اس میں استعمال ہونے والی حکمت عملی۔

۲۔اسلام کے ابتدائی دور (ضعف و کسمپرسی کی زندگی) میں حکمت عملی۔

3۔ہجرت کی حکمت عملی۔

ا۔زبانی دعوت و تبلیغ میں برتی جانے والی حکمت عملی:

"رسول اللہ ﷺ کا مشن اسلام کی تبلیغ تھا(حمید اللہ، رسول اللہ کی جانشینی و حکمرانی، ص ۸۸) حکیمانہ تبلیغ و دعوت امر بالمعروف و نہی عن المنکر اسلام کے جسم کی ریڑھ کی ہڈی ہے، اس پر اسلام کی بنیاد، اسلام کی قوت، اسلام کی وسعت اور اسلام کی کامیابی منحصر ہے"(ندوی سید سلیمان، اسلام کا نظام دعوت و تبلیغ، س،ن، ص:۲۰)

"پروفیسر میکس ملر (Max Muller) کے بقول اسلام دراصل ایک تبلیغی مذہب ہے جس نے اپنے آپ کو تبلیغ کی بنیادوں پر قائم کیا، اسی کی قوت سے ترقی کی اور اسی پر اس کی زندگی کا انحصار ہے(مودودی، سید ابو الاعلیٰ دعوت دین کی ذمہ داری، س،ن، ص ۳) اور اس امت کی غرض تاسیس دعوت الی اللہ ہے۔ اور اس پر نہ صرف یہ کہ اس کی عزت و عظمت کا

کام کریں اپنے قریبی حلقوں کو چھوڑ کر اگر دور دراز کے خطوں میں کام کرنے کو ترجیح دی گئی تو اس میں مظاہرہ اور نمائش تو زیادہ ہوگی اور کامیابی کی توقعات بہت کم ہیں"(کاشمیری، انوار الباری، شعبان 1435ھ، ج۳ص ۱۲۴)

"اسی طرح حضرت معاذ کو آنحضرت ﷺ نے یمن روانہ فرمایا تو آپ ﷺ نے جو ان کو ہدایت فرمائی وہ بھی اسی حکمت عملی کی غمازی کرتی ہے جس کا حاصل یہ تھا پہلے یہودیوں اور مسیحیوں کو کلمہ طیبہ کی دعوت دینا اگر وہ اس کو تسلیم کر لیں تو پھر نماز کی دعوت دینا اور اگر وہ اس کو بھی مان لیں تو پھر ان کو زکوٰۃ کا حکم دینا جو ان کے اغنیاء سے فقراء میں تقسیم کی جائے گی"(بخاری، الجامع الصحیح،، 1961، ص164)

5۔ مخاطب کی نفسیات کا لحاظ:

تبلیغ کی حکمت کے لئے اہم بات جسے داعی کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے وہ مخاطب کی استعداد اور نفسی کیفیات ہیں۔ مثلاً عام مخاطب کی ذہنی استعداد کو ملحوظ نہ رکھتے ہوئے منطقی استدلال اور فلسفیانہ بحثیں شروع کر دی جائیں یا کسی دانشور سے گفتگو کرتے ہوئے بے رنگ و بے ڈھب انداز گفتگو اختیار کیا جائے۔"دعوت حق کے بعض مشکل تقاضے ہوتے ہیں اور بعض سہل، داعی کو وہ تمام باتیں آغاز ہی میں نہیں بیان کرنا چاہئیں جن سے اکتاہٹ اور تنفر پیدا ہو"(علوی، رسول ﷺ کا منہاج دعوت، 2005، ص17)

حدیث مبارک میں آپ نے ارشاد فرمایا: "یسروا و لا تعسروا وبشرو او لا تنفروا " (بخاری، الجامع الصحیح،، 1961، ص125) "آسانی پیدا کرو اور مشکل نہیں خوشخبری دو اور متنفر نہ کرو".اسی طرح ایک دوسری حدیث مبارکہ بھی انسانی نفسیات کے لحاظ کی حکمت عملی پر روشنی ڈالتی ہے فرمایا: "انما بعثتم میسرین ولم تبعثو معسرین"(القشیری، الصحیح للامام المسلم، ج676، 3ھ، ص ۱۲)"تم آسانی پیدا کرنے والے بھیجے گئے ہو اور تنگی پیدا کرنے والے نہیں بھیجے گئے"

"اسی طرح نفسیات کا لحاظ رکھنے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ مخاطب کے اعتقادات اور روایات پر براہ راست تنقید نہ کی جائے۔ کیونکہ ہر قوم اپنے معتقدات اور روایات کے ساتھ کم وبیش اس طرح کی وابستگی رکھتی ہے جس طرح ایک داعی حق اپنے معتقدات کے ساتھ رکھتا ہے حق پرستی کے جوش میں ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے کہ اس غلط وابستگی کے فکری اسباب کی اصلاح کی بجائے خود اسی پر براہ راست حملہ کر دیا جائے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مخالف دعوت کو قبول کرنے کی بجائے اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتا ہے" (اصلاحی، انبیاء کرام کا طرز استدلال، 2013، ص:۳۷)

قرآن کریم میں واضح انداز میں اس انداز سے منع کیا گیا ہے:

"و لاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم کذلک زینا لکل أمۃ عملھم"(القرآن 6:۱۰۸)

"اور برا بھلا مت کہو ان کو جن کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ورنہ بغیر علم کے حد سے تجاوز کرتے ہوئے اللہ تعالی کو برا بھلا کہیں گے۔ یونہی ہم نے ہر امت کی نگاہ میں اس کے عمل بھلے

اسی طرح عربی کا ہی معروف مقولہ ہے۔ " اکلت تمری و عصیت امری"(غرر الحکم ودرر الکلم، ج1، ص385) "میری کھجور کھائی اور میری نافرمانی کی، یعنی ایسا کرنا غلط ہے"

آنحضرت ﷺ نے ضیافت کی حکمت عملی کو اس لئے اپنایا کہ ان کو زیر بار احسان کریں اور وہ بات کو غور سے سنیں اور جلدی انکار نہ کر سکیں۔

3۔ مخاطب کی ذہنی سطح کے موافق تبلیغ:

"دعوت حق کی کامیابی کا گر یہ ہے کہ آدمی فلسفہ طرازی اور دقیقہ سنجی کی بجائے لوگوں کو معروف یعنی ان سیدھی باتوں اور صاف بھلائیوں کی تلقین کرے جنہیں بالعموم سارے انسان جانتے ہیں یا جن کی بھلائی کو سمجھنے کے لئے وہ عقل عام(Common Sense) کافی ہوتی ہے جو ہر انسان کو حاصل ہوتی ہے، اس طرح داعی حق کی اپیل عوام وخواص سب کو متاثر کرتی ہے اور ہر سامع کے کان سے دل تک پہنچنے کی راہ آپ نکال لیتی ہے(مودودی سید ابو الاعلی، اسلوب دعوت، س،ن، ص ۱۹)"

یعنی اپنے مخاطبین کی ذہنی استعداد کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے موافق تبلیغ اولیٰ بالقبول ہے۔ تعلیمات نبویہ بھی اسی حکمت عملی کی عکاس ہیں۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: "کلموا الناس بما یعرفونہ و دعوا ماینکرون"(مناوی، کنوز الحقائق من حدیث خیر الخلائق، س،ن، ص ۵۰۴) "لوگوں سے ان کی سمجھ کے مطابق باتیں کرو جسے وہ نہیں سمجھتے اسے چھوڑ دو"

اس لیے ارشاد نبوی ہے: "کلموا الناس علیٰ قدر عقولھم"(کنوز الحقائق من حدیث خیر الخلائق، س،ن، ص، ۵۰۴) "لوگوں سے ان ان کی عقلوں کے مطابق گفتگو کرو" حضرت عیسیٰ نے فرمایا: "لاتعلقو االجواھر باعناق الخنازیر"(محمد طیب، قاری، اسلام میں دعوت وتبلیغ کے اصول و قواعد، 2002، ص:54) " جواہرات خنزیروں کے گلوں میں نہ باندھو"

4۔ تدریج:

"اس میں دو چیزیں اہم ہیں"الأھم فالأھم"اور"الأقرب فالأقرب"کہ لحاظ سے تبلیغ کی جائے، آنحضرت ﷺ نے اسی انداز سے کار نبوت سرانجام دیا، اور اس کی حکمت یہ ہے کے اس طرح کی دعوت مخاطب کے لیے زیادہ باعث قبول ہوتی ہے۔الأھم فالأھم کے تحت رسول اکرم ﷺ نے جب تبلیغ شروع فرمائی پہلے توزور توحید اور رسالت پر صرف فرمایا ۔ لا الہ الا اللہ کی دعوت دی، قریش پوچھتے کہ آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ فرمایا فقط ایک بات یعنی کلمہ"(ندوی، سید سلیمان، اسلام کا نظام دعوت و تبلیغ، ص:۱۶)

"الأقرب فالأقرب" کے تحت تبلیغ کے لئے طریقہ کار وہی ہوگا جو رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے اختیار فرمایا کہ سب سے پہلے اپنے کنبہ وقبیلہ میں، پھر محلہ میں پھر اپنی بستی پھر قریبی بستی میں اور اس طرح اگر کچھ عرصے میں ہم اپنے ملک میں تبلیغ واصلاح کا جال پھیلا چکیں تو اس کے بعد دوسرے قریب اور اور پھر دور کے ممالک میں

"ان طول صلوة الرجل وقصر خطبته مئنة من فقهه فاطيلوا الصلوة واقصروا الخطبه وان من البيان لسحرا" (القشیری ، الصحیح للامام المسلم، ج676،3ھ، ص ۱۲) "آدمی کی نماز کا لمبا ہونا اور اس کے خطبہ کا مختصر ہونا اس کی دانشمندی کی علامت ہے، سو تم نماز کو طویل اور خطبہ کو مختصر کرو اور یقیناً بعض بیان جادو ہیں"

7۔ تبلیغ بقدر قدرت وطاقت:

حکمت و تدبر سے بھرا یہ اصول صداقت نبوت پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے ارشاد نبوی ﷺ ملاحظہ فرمائیں: "من رای منکم منکرا فلیغیره بیده و ان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه وذلك اضعف الایمان" (البغوی ، مشکوۃ المصابیح، 816ھ، ص:۴۳۶)

"جو شخص تم میں سے برائی دیکھے اس کو چاہئے کہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے پھر اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو دل سے (اس کو مٹانے کے لئے مضطرب رہے) اور یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے۔ جس طرح نیکی کی تبلیغ ہے اسی طرح برائی سے روکنا بھی تبلیغ کا جزء ہے البتہ تمام احکام شرعیہ کی طرح اس میں بھی ہر شخص کی قدرت واستطاعت پر احکام دائر ہوں گے جس کو جتنی قدرت ہوا تنا ہی امر بالمعروف کا فریضہ اس پر عائد ہو گا ابھی جو حدیث آپ نے دیکھی اس میں استطاعت ہی پر مدار رکھا گیا ہے ظاہر ہے استطاعت اور قدرت ہر کام میں جدا ہوتی ہے" (ترمذی ، دعوت و تبلیغ کی شرعی حیثیت، س،ن، ص22)

"امر بالمعروف کے وجوب کی دو شرطیں ہیں ایک تو مخاطب سے توقع ہو قبول کی اور کم از کم کسی ضرر کا خوف نہ ہو اور یہ کہ مخاطب کو اس کا علم نہ ہو اور اکثر یہی ہے کہ جہاں علم نہ ہو وہاں توقع ہوتی ہے قبول کی اور اگر علم ہو تو اکثر ناگواری کا سبب ہوتا ہے" (تھانوی، الافاضات الیومیہ، جلد4۔ ملفوظ نمبر180)

مثلاً استقامت اور مستقل مزاجی کہ عرب کی ہر دلکش عورت کو ٹھکرا کر فرمایا: "والله یا عم لو وضعوا الشمس في یمیني و القمر في یساری علی أن اترك هذا الأمر ما فعلت حتی یظهره الله او أهلك دونه" (ابن ہشام، محمد عبد الملک، السیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۲۶۶) بخدا اے میرے چچا! اگر وہ خورشید میرے داہنے ہاتھ پر اور چاند میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں کہ میں یہ دعوت کا کام چھوڑ دوں، تو میں نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو غالب فرمادیں یا میں ہلاک ہو جاؤں۔ اسی طرح دین اسلام کے ابلاغ میں تڑپ اور لگن اور ایک ایک جز کی تبلیغ میں دھن اور دھیان فرمایا: "بلغو عني ولو آیة" (بخاری،، الجامع الصحیح، ج ۱۰، ص ۲۵)

"مجھ سے لے کر آگے پہنچاؤ اگرچہ وہ قرآن کریم کا ایک ٹکڑا ہی ہو" "فليبلغ الشاهد الغائب" (بخاری ،، الجامع الصحیح، ج ۱۰، ص ۲۵) "تو حاضر غائب تک اس دین کو پہنچائے" "نضر الله امرأ سمع عنا شيئافبلغه كما سمعه" (ترمذی ، محمد بن عیسیٰ، الجامع، ج ۲ ص ۹۰) "اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی دین کی بات سنی پھر اس کو اسی طرح پہنچایا جس طرح سنا" "اسی طرح مخاطبین کے لئے دلسوزی کر دیئے" اسی طرح قوم کے پیشوا اور رہنما کی عزت نفس کا لحاظ کرنا رکھنا بھی اسی عنوان کے تحت داخل ہے۔ ہر انسان بالخصوص اشرافیہ عزت نفس کے خوگر ہوتے ہیں اگر حکمت کے ساتھ لین ونرمی اور احترام واکرام کا برتاؤ کیا جائے تو یہ اولیٰ بالقبول ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے: "اذهبا الى فرعون انه طغي. فقولا له قولالينا لعله يتذكر او يخشى" (القرآن 20: ۴۴) "تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا اور اس سے نرمی سے بات کرو شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے"

6۔ موقع محل کی تلاش:

اس عنوان کے تحت ہم مزاج نبوی ﷺ کی اس حکمت عملی کا مطالعہ کر سکتے ہیں کہ مخاطب کو اس وقت تبلیغ کی جائے جب وہ بات سننے کے لئے مکمل طور پر تیار، ہمہ تن گوش اور اور اپنی مشغولیت سے فارغ اور کسی قسم کی ذہنی وبدنی اکتاہٹ اور بوریت سے خالی ہو۔ اس حکمت عملی کا ابدی نتیجہ یہ ہو گا کہ یہ بات اور دعوت از دل خیز دبر دل ریزد کا مظہر ہونے کی وجہ سے دل کی دھڑکنوں میں پیوست ہوتی چلی جائے گی۔

اس حکمت عملی کے لئے تعلیمات نبویہ ﷺ میں ہمیں دو طرح کی روشنی ملتی ہے۔

۱۔ رسول اکرم ﷺ بغیر وقفہ کے مسلسل تبلیغ ووعظ نہ فرماتے۔

۲۔ اپنے وعظ و نصیحت و دعوت و تبلیغ کو مختصر فرماتے ۔

حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے دن وعظ فرماتے۔

"ایک آدمی نے آپ سے گزارش کی کہ اے ابو عبد اللہ! میری چاہت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ہمیں روزانہ وعظ فرمایا کریں، اس پر آپ نے فرمایا! بہر حال، اس سے جو بات مجھے یقیناً باز رکھتی ہے وہ یہ کہ میں تمہیں اکتاہٹ میں ڈالنے کو ناپسند سمجھتا ہوں اور میں ناغہ کر کے نصیحت کرتا ہوں جس طرح کہ رسول اکرم ﷺ ناغہ کر کے ہمیں نصیحت فرماتے تھے۔ ہماری اکتاہٹ کے ڈر سے" (بخاری، محمد بن اسمٰعیل، 1961، ج1، ص25) مشکوۃ نبوت سے مستنیر عظیم مفسر قرآن حضرت محمد ﷺ کی علوم ومعارف کی جامع حکمت عملی کو بیان کرتے ہوئے ضوفشاں ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

"ہر جمعہ لوگوں کو دین کی باتیں سنایا کرو اور اگر آپ اس سے انکار کریں تو بس دو مرتبہ اور اگر آپ اس سے زیادہ کریں تو (زیادہ سے زیادہ) تین مرتبہ لوگوں کو اس قرآن کریم سے بیزار نہ کریں اور میں تجھے اس روش پر ہر گز نہ پاؤں کہ لوگ اپنی کسی گفتگو میں منہمک ہیں اور تو انہیں بیان کرنا شروع کر دے، اس وقت آپ خاموش رہیں پھر جب آپ کو حکم دیں تو ان کو نصیحت کرو اور وہ آپ کی بات کو رغبت کی حالت میں سن رہے ہوں" (بخاری، محمد بن اسمٰعیل، 1961، ج1، ص25)

رسول اللہ ﷺ کی ایک اور حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

مکی زندگی کے آغاز میں نومسلموں کو مصائب وآلام کی بے رحم چکی میں پیسا گیا مومنین ان آفات و بلیات کے سامنے مضبوط چٹان کی طرح جم گئے لیکن مسلسل کاوشوں اور ظالمانہ کاروائیوں سے دلوں پر پژمردگی کا چھا جانا ایک امر طبعی تھا، ان حالات میں آنحضرت ﷺ کی نگاہ دور اندیش نے یہ حکمت عملی اختیار فرمائی کہ فخر قریش اور افتخار مکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان وہدایت کی دعا فرمائی تا کہ ظلم وستم کے بادل چھٹ جائیں اور اسلام کو قوت وشوکت نصیب ہو۔ "اللهم! ايد الاسلام بعمر بن الخطاب رضى الله عنه " (مغلطائی، الاشارہ الی سیرۃ سیدنا مصطفی، س،ن، ص:۱۴۹) اے پروردگار اسلام کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے تقویت عنایت فرما۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کے بارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام پر جبرئیل امینؑ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کے اے محمد! اہل آسمان ان کے اسلام سے خوش ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسلام کو عزت دی اور آپ سے ہی کمزور نومسلمین کی مدد فرمائی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"عمر کا اسلام لانا باعث عزت تھا، آپ کی ہجرت باعث قدر تھی، آپ ﷺ کی امارت رحمت تھی، بخدا! تم کھلے بندوں بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے" (الخضریٰ الشیخ، نور الیقین فی سیرۃ سید مرسلین، ۶۳)

نتائج بحث

1۔ نبوی دعوتی حکمت عملی کی قرآنی اساس یہ تین اصول ہیں عقل وحکمت، موعظہ حسنہ اور مناظرہ بطریق احسن۔ 2۔ متکلمین کے ہاں یہ تینوں اصول وہی ہیں جو منطق استدلال میں عموما کام میں لائے جاتے ہیں ایک برہانیات، دوسرے خطابیات، تیسرے جدلیات۔

3۔ رسول اللہ ﷺ یہ چاہتے تھے تبلیغ کا ایک طریقہ نہ ہو بلکہ ہر طریقہ ممکن کوشش سے کرکے دیکھ لیا جائے۔

4۔ آپ ﷺ نے مخاطب سے لڑائی لڑنے یا براہ راست چوٹ کرنے کے بجائے اس بات کی کوشش فرمائی کہ جن اصول وقواعد پر اشتراک واتحاد ہے اس کے مشترکہ پہلوؤں کو استدلال کے ذریعہ واضح کردیا جائے۔

5۔ دعوت حق کی کامیابی کا گر یہ ہے کہ آدمی فلسفہ طرازی اور دقیقہ سنجی کی بجائے لوگوں کو معروف یعنی ان سیدھی باتوں اور صاف بھلائیوں کی تلقین کرے جنہیں بالعموم سارے انسان جانتے ہیں یا جن کی بھلائی کو سمجھنے کے لئے وہ عقل عام (Common Sense) کافی ہوتی ہے جو ہر انسان کو حاصل ہوتی ہے۔

6۔ مکی زندگی میں چونکہ اسلام اپنی ابتدائی دور میں تھا اس لیے دعوت وتبلیغ کے جن اصولوں پر عمل کیا گیا ان میں سے کفو الید، نومسلمین کی دل وابستگی، اختفاء، ہجرت، اعتقاد اور ایمان پر زور دیا گیا ہے۔

اور جگر کاوی سے دعائے ہدایت۔ جس طرح آپ ﷺ نے اہل طائف کے طوفان بد تمیزی کے بعد فرمائی "(الحضرمی، نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین، ص:۷۱)

اسی طرح غزوہ احد میں جب آپ لہولہان اور شدید کرب کے عالم میں تھے آپ ﷺ نے دعا فرمائی- "اللهم اغفر لقومي فإنهم لا يعلمون" (القشیری، الصحیح للامام المسلم، ج۵، ص۱۷۹) اے اللہ! میری قوم کو معاف فرمادے وہ مجھے یقیناً نہیں جانتے۔

آپ ﷺ نے مکی زندگی میں برتا اور استعمال فرمایا۔

حضور اقدس ﷺ کی مکی زندگی میں حکمت عملی:

مکی زندگی کی حکمت عملی کا مطالعہ بھی ہم چند عناوین کے تحت کر سکیں گے۔

1۔ کفو الید:

مکی زندگی میں آپ ﷺ اور آپ کے جانسپاروں نے ظلم وستم کے کوہ گراں برداشت کیے لیکن اس سب کے باوجود آپ ﷺ کی پالیسی اور حکمت عملی یہی رہی کہ ہاتھ نہیں اٹھانا، جوابی کارروائی نہیں کرنی اور انتقام نہیں لینا۔ سید قطب شہیدؒ جو منجھے ہوئے داعی، ظلال القرآن جیسی بلند پایہ تفسیر کے مصنف اور مصر کی عظیم انقلابی و دعوتی تحریک، اخوان المسلمین، کے رکن رکین تھے، مکی زندگی کی اس حکمت عملی پر حکیمانہ انداز میں لکھتے ہیں۔

"لقد كانت كفوا ايديكم هي سر الموقف كله .... هذا الوضوح الذي اتاحته لقضية كفوا ايديكم" هو من مستلزمات الدعوة" (المصری، سید محمد قطب، کیف ندعو الناس، ص:۱۹) "اگر مخالف جھگڑے پر اتر آئے تو داعی کو اس جھگڑنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور نقصان یہ ہے کہ داعی کی جس قوت کو اشاعت دعوت میں اور اصلاح نفوس میں خرچ ہونا چاہیئے وہ اس فضول کام میں ضائع ہو جاتی ہے۔ دعوت کا کام بہر حال ٹھنڈے دل سے ہی ہو سکتا ہے اور وہی قدم صحیح اٹھ سکتا ہے جو جذبات سے مغلوب ہو کر نہیں بلکہ موقع محل کو دیکھ کر خوب سوچ سمجھ کر اٹھایا جائے" (مودودی، اسلوب دعوت، منشورات لاہور، ص:۲۰)

"اگر کسی منکر کو ختم کرنے کی قدرت نہ ہو یا قدرت ہو لیکن اس سے کوئی بڑا فساد پیدا ہوتا ہو یا اس سے کوئی بڑا نقصان پہنچتا ہو مثلاً یہ نقصان کے اس کے بعد دعوتی کام جاری نہ رکھ سکے تو ایسی صورت میں اس منکر کو صرف دل سے برا سمجھنے پر عمل کرے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے اس اصول کے انطباق کی آپ یہ مثال دیکھئے کہ رسول اکرم ﷺ نے منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی کو باقی رکھا کیونکہ اس کے حامی موجود تھے۔ اگر آپ اسے قتل کر دیتے تو اس کی ساری جمعیت بھڑک اٹھتی (اور عملی تصادم برپا ہو جاتا) اور آپ ﷺ کے بارے میں کہتی کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو ہی مار ڈالتے ہیں" (ابن تیمیہ، فتاویٰ ابن تیمیہ بحوالہ اصول الدعوۃ عبدالکریم زیدان، ص ۳۰۲)

بہر حال آقا ﷺ نے مکی زندگی میں عملی تصادم سے احتراز کی حکمت عملی پر عمل کیا تا کہ دعوتی عمل کی نومولود کونپل اور اسلام کے نوخیز پودے کو کہیں مسل نہ دیا جائے۔

2۔ قوت اسلام ونو مسلمین کی دل وابستگی کے لئے حکمت عملی:

سفارشات

۱۔دعوت دین کے لیے مخاطب کی نفسیات اور عقلی استعداد کو سامنے رکھا جائے۔

۲۔دعوت دین کے سلسلے میں مشترکہ پہلوؤں کو سامنے رکھ کر تبلیغ کا فریضہ انجام دیا جائے۔

۳۔فریضہ کی ادائیگی کے لیے وعظ و نصیحت کا طریقہ اختیار کیا جائے۔

۴۔دعوت کے ساتھ زیادہ زور مخاطب کی اخلاقی تربیت ہونی چاہیے۔

۵۔دعوت دین کے کام میں مخاطب سے جھگڑنے کی بجائے دلائل سے داعی کے نفوس کی اصلاح کی جائے۔

اعترافی بیان

سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو مالک ہے اور کروڑوں درود و سلام حضور خاتم النبیین ﷺ پر جن کی حیات مقدسہ سے انسانیت کو زندگی گزارنے کا ڈھنگ آیا۔اور آج قلم کاران کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں رقم طراز ہوتے ہیں۔اور بعد اس کے اپنے محترم والدین کا نہایت شکر گزار ہیں کے جن کی دعاؤں کی بدولت ہم اس تحقیق کو پایا تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہوئے اور اس کہ بعد میں انتہائی مشکور ہوں ایبٹ آباد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی لائبریری کے عملے جنہوں نے استفادہ کے لیے آسودگی فراہم کی۔اور خاص طور پر جرنل آف اکیڈیمک ریسرچ فار ہیومینٹیز کا جنھوں نے ہمیں پلیٹ فارم مہیا کیا۔

کتابیات

القرآن حکیم

ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، فتاویٰ ابن تیمیہ بحوالہ اصول الدعوۃ عبد الکریم زیدان

ابن منظور، افریقی محمد بن مکرم، لسان العرب، مادہ، ب ل غ، دار احیاء التراث العربی، تاج العروس، مادہ، ب ل غ، ج ۱۲

ابن ہشام، محمد عبد الملک، السیرۃ النبویہ، ادارہ اسلامیات لاہور، ج1

ابو داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، باب الصلوۃ فی اللیل

احمد بن حنبل، الامام، مسند، ج4

اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مادہ، دعوت، مطبع لاہور، ج۹، ص 4۳۴۔

اردو لغت، اردو لغت بورڈ کراچی، ج8

اسرار احمد، ڈاکٹر، دعوت الی اللہ کی ضرورت و اہمیت، انجمن خدام القرآن لاہور

اصلاحی، امین احسن، انبیاء کرام کا طرز استدلال

اصلاحی، امین احسن، دعوت دین اور اس کا طریق کار، مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی لاہور

اعظمی، محمد حسن، مولانا، القاموس الحبیب، ادارہ اسلامیات، لاہور

آلوسی، محمود، روح المعانی ج ۱۴

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا مطبع، لندن، ج ۱۱

بخاری، محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح، باب ذکر عن بنی اسرائیل، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ج2

البغوی، حسین بن مسعود، الفراء، مشکوۃ المصابیح

ترمذی، سید عبد الشکور، دعوت و تبلیغ کی شرعی حیثیت، ادارۃ اسلامیات لاہور

ترمذی، محمد بن عیسی، الجامع، ج ۲

تمیمی، عبد الواحد، غرر الحکم و درر الکلم، ج1

تھانوی، اشرف علی، حکیم الامت، الافاضات الیومیہ، جلد 4۔ ملفوظ نمبر 180

الحضری، الشیخ، نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین، قدیمی کتب خانہ کراچی

حمید اللہ، ڈاکٹر، ڈاکٹر حمید اللہ کی بہترین تحریریں، بیکن بکس لاہور

الخضریٰ الشیخ، نور الیقین فی سیرۃ سید مرسلین

راغب اصفہانی، حسین بن محمد، مفردات الفاظ القرآن، میر مکتب خانہ کراچی

زبیدی، سید مرتضی، تاج العروس، مادہ د، ع، و دار الفکر، بیروت، لبنان، ج ۸

شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، اسلامی کتب خانہ لاہور، ج ۴

طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان ج ۱۴

عثمانی، شبیر احمد، تفسیر عثمانی، اقراء اشرفیہ کمپنی لاہور

علوی، ڈاکٹر خالد، رسول کریم ﷺ کا منہاج دعوت، الدعوۃ اکیڈمی اسلام آباد

فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

القشیری، مسلم بن الحجاج، الصحیح للامام المسلم، ج ۵

قومی انگلش اردو ڈکشنری، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد

کاشمیری، علامہ انور شاہ، انوار الباری، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، ج ۳

گوہر الرحمن، مولانا، اسلامی سیاست، المنار بک سنٹر لاہور۔ ج ۱۷

محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اللہ کی جانشینی اور حکمرانی، بیکن بکس لاہور

محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج418

محمد طیب، قاری، اسلام میں دعوت و تبلیغ کے اصول و قواعد، الدعوۃ اکیڈمی اسلام آباد

المصری، سید محمد قطب، کیف ندعو الناس

مغلطائی، علاء الدین بن قلیج الحنفی، الاشارہ الی سیرۃ سیدنا مصطفی

مناوی، عبد الروف، الامام، کنوز الحقائق من حدیث خیر الخلائق، دار المعارف ملتان

منصور پوری، محمد سلیمان، قاضی، رحمۃ للعلمین، اسلامی کتب خانہ لاہور، ج1

مودودی، سید ابو الاعلی دعوت دین کی ذمہ داری، منشورات لاہور

ندوی، سید سلیمان، اسلام کا نظام دعوت و تبلیغ، الدعوہ اکیڈمی اسلام آباد

نیر، نور الحسن، مولوی، نور اللغات، ج2

Longman Dictionary of contemporary English, P:269